AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اوراقِ مقدسہ کی حرمت وتقدیس: اسلامی تعلیمات، فقہی رہنمائی اور عصری چیلنجز کا تحقیقی جائزہ

Sanctity of Sacred Texts: An Analytical Study of Islamic Teachings, Jurisprudential Guidance, and Contemporary Challenges

***Hafiz Farhal Ameer**
Teaching staff, Punjab Education Department;
PhD Scholar, Green International University, Lahore, Pakistan.
****Hafiza Ambreen Fatima**
PhD Scholar, Green International University, Lahore, Pakistan.

Abstract

This article explores the Islamic concept of reverence for sacred papers (Awrāq-e-Muqaddasah) — documents that contain Qur'anic verses, Prophetic sayings (Ahādīth), the names of Allah, and other religious texts. Drawing from Qur'anic injunctions, Prophetic traditions, the opinions of the four major schools of Islamic jurisprudence, and examples from the lives of the pious predecessors, it establishes that physical and spiritual purity is essential for touching and handling such sacred materials. The article also highlights the contemporary challenges and widespread negligence in respecting these sacred items, including their misuse in households, improper disposal, and digital-era violations such as carrying Qur'an apps into impure places. The study stresses the urgent need for public awareness, institutional responsibility, and practical mechanisms to ensure the sanctity of sacred texts is upheld. Ultimately, the paper argues that revering these sacred documents is not only a matter of legal obligation but a profound expression of faith and devotion that brings about spiritual elevation and divine favor.

Keywords: *Sacred Texts, Islamic Reverence, Qur'an Etiquette, Purity in Islam, Touching the Quran, Awraq -e- Muqaddasah, Islamic jurisprudence, Fiqah on Sacred Papers and Digital respect for Quran.*

تعارف موضوع:

اسلام ایک ایسا دین ہے جو نہ صرف عقائد اور عبادات بلکہ ہر چھوٹے بڑے عمل میں ادب، احترام اور طہارت کا درس دیتا ہے۔ قرآنِ مجید، احادیثِ نبویہ، دینی عبارات اور اسمائے الٰہی پر مشتمل وہ اوراق جنہیں "اوراقِ مقدسہ" کہا جاتا ہے، ان کا احترام ایمان کا تقاضا ہے۔ فقہی اعتبار سے ان کا لمس صرف طہارت کی حالت میں جائز ہے، جبکہ روحانی نقطۂ نظر سے ان کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کا ذریعہ ہے۔ افسوس کہ آج کے دور میں ان مقدس اوراق کے ساتھ جو لاپرواہی، بے ادبی اور غفلت برتی جارہی ہے، وہ نہ صرف شرعی احکام کی خلاف ورزی ہے بلکہ مسلم معاشرے کی روحانی پستی کی علامت بھی ہے۔ زیر نظر آرٹیکل اسی اہم موضوع پر روشنی ڈالتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان اوراق کی حرمت کیا ہے، فقہائے اسلام کا اس بارے میں کیا مؤقف ہے، اور جدید دور میں کن صورتوں میں ان کی بے ادبی ہورہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس آرٹیکل میں عملی تجاویز بھی دی گئی ہیں کہ ہم ان اوراقِ مقدسہ کی حفاظت اور احترام کو کیسے یقینی بناسکتے ہیں۔

اوراق مقدسہ کی تعریف:

"اوراق مقدسہ سے مراد وہ تمام کاغذات ہیں جن پر قرآن کریم کی آیات، احادیث نبویہ، اسماء الحسنیٰ، دینی عبارات یا اسلامی تعلیمات درج ہوں"۔ لہذا اوراق مقدس میں درج ذیل اشیاء شامل ہو سکتی ہیں۔

- قرآن کریم کے مصاحف
- حدیث کی کتب اور مجموعے
- دینی کتب اور تفاسیر
- اسلامی کیلنڈرز اور تقاویم
- مذہبی اخبارات ورسائل
- دعاؤں کے مجموعے وغیرہ

تقدیس قرآن کے احکام بزبانِ قرآن:

قرآن کریم منزل من اللہ ہے اس کے پڑھنے اور مس کرنے کے احکام کو بیان کرتے ہوئے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: **اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ (77)فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍۙ (78)لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ(79)تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ(80)** بے شک یہ عزت والا قرآن ہے۔ پوشیدہ کتاب میں (ہے)۔ اسے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔ یہ تمام جہانوں کے مالک کا اتارا ہوا ہے۔[1]

لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (اسے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔) اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اس محفوظ اور پوشیدہ کتاب کو فرشتے ہی چھوتے ہیں جو کہ شرک، گناہ اور ناپاک ہونے سے پاک ہیں۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ قرآن پاک کو شرک سے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ قرآن پاک کو وہ لوگ ہاتھ لگائیں جو باوضو ہوں اور ان پر غسل فرض نہ ہو[2]۔

یہاں آیت کی مناسبت سے قرآنِ مجید چھونے سے متعلق درج ذیل احکامات اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

- قرآن عظیم کو چھونے کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔
- جس کا وضو نہ ہو اسے قرآنِ مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے، البتہ چھوئے بغیر زبانی یا دیکھ کر کوئی آیت پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔
- جس کو نہانے کی ضرورت ہو (یعنی جس پر غسل فرض ہو) اسے قرآن مجید چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چھوئے، یا چھوئے بغیر دیکھ کر یا زبانی پڑھنا، یا کسی آیت کا لکھنا، یا آیت کا تعویذ لکھنا، یا قرآنِ پاک کی آیات سے لکھا تعویذ چھونا، یا قرآن پاک کی آیات والی انگوٹھی جیسے حروفِ مُقَطّعات کی انگوٹھی چھونا یا پہننا حرام ہے۔

---

1 القرآن، الواقعۃ56:77-80

2 الخازن، علی بن محمد (علاء الدین)، لباب التاویل فی معانی التنزیل، الطبعۃ الاولی 1415ھ، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ ج:4، ص:242

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

- اگر قرانِ عظیم جُزدان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں، یوہیں رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآنِ مجید کا تو جائز ہے۔ کرتے کی آستین، دُوپٹے کی آنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے کندھے پر ہے تو دوسرے کونے سے قرآن پاک چھونا حرام ہے کیونکہ یہ سب اس کے ایسے ہی تابع ہیں جیسے چولی قرآن مجید کے تابع تھی۔
- روپیہ کے اوپر آیت لکھی ہو تو ان سب کو (یعنی بے وضو اور جنب اور حیض و نفاس والی کو) اس کا چھونا حرام ہے، ہاں اگر روپے تھیلی میں ہوں تو تھیلی اٹھانا جائز ہے۔ یوہیں جس برتن یا گلاس پر سورت یا آیت لکھی ہو اس کو چھونا بھی انہیں حرام ہے اور اس برتن یا گلاس کو استعمال کرنا ان سب کے لئے مکروہ ہے، البتہ اگر خاص شفا کی نیت سے انہیں استعمال کریں تو حرج نہیں۔
- قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو تو اسے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآنِ مجید ہی کا سا حکم ہے۔
- قرآنِ مجید دیکھنے میں ان سب پر کچھ حرج نہیں اگرچہ حروف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور دل میں پڑھتے جائیں۔

اسی طرح قرآن پاک میں سورۃ عبس میں اللہ پاک کا ارشاد ہوتا ہے۔

فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍۙ (13)مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭۙ (14)بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍۙ (15)كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ(16)[3]

ترجمہ: ان عزت والے صحیفوں میں۔ جو بلندی والے پاکی والے ہیں۔ ان لکھنے والوں کے ہاتھوں سے (لکھے ہوئے)۔ جو معزز نیکی والے ہیں۔

یہ آیات ان صحیفوں میں لکھی ہوئی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والے، بلند قدر والے اور پاکی والے ہیں کہ انہیں پاکوں کے سوا کوئی نہیں چھوتا اور یہ صحیفے ان لکھنے والوں کے ہاتھوں سے لکھے ہوئے ہیں جو کرم والے، نیکی والے اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں اور وہ فرشتے ہیں جو ان کو لوحِ محفوظ سے نقل کرتے ہیں۔[4] اس سے معلوم ہوا کہ جن کاغذوں پر قرآن لکھا جائے، جن قلموں سے لکھا جائے اور جو لوگ لکھیں سب حرمت والے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآنِ پاک کو سب سے اونچا رکھا جائے، ادھر پاؤں یا پیٹھ نہ کی جائے اور ناپاک آدمی اسے نہ چھوئے۔

قرآنِ مجید ایک مقدس کلام ہے جو ان بلند، پاکیزہ اور معزز صحیفوں میں لکھا گیا ہے جنہیں صرف پاک فرشتے ہی چھوتے ہیں۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ قرآن جن چیزوں (کاغذ، قلم) پر لکھا جائے، اور جو لوگ اسے لکھیں، وہ سب تعظیم و طہارت کے لائق ہوتے ہیں۔ لہٰذا قرآن کو ہر حال میں بلند مقام پر رکھنا، اس کی بے ادبی سے بچنا، اور ناپاکی کی حالت میں اسے نہ چھونا ایمان و ادب کا تقاضا ہے۔

سورۃ الاعلیٰ میں اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ سبح اسم ربک الاعلی[5] ترجمہ: اپنے رب کے نام کی پاکی بیان کرو جو سب سے بلند ہے۔

اللہ پاک کے نام پاک کی تو اس قدر عظمت ہے کہ عُلَمانے ناپاک مقامات پر اس کے ذکر سے منع فرمایا ہے تو جن اَوْرَاق پر رب کا کلام یا نام لکھا ہو اس کو بے ادبی سے بچانا بدَرَجۂ اَوْلیٰ ثواب کا کام ہو گا، چُنانْچِہ تفسیر صاوی میں اس آیت کے تحت ہے، جس طرح ذاتِ باری تعالیٰ کی ہر عیب و نقص سے پاکیزگی بیان کی جائے گی اسی طرح اللہ پاک کے نام مبارک کی بھی طہارت کا خیال رکھا جائے گا، یوں کہ اللہ پاک کے نام کے ساتھ کسی دوسرے کا

---

[3] القرآن، عبس:80، 13-16

[4] الخازن، علی بن محمد (علاء الدین)، لباب التاویل فی معانی التنزیل، الطبعۃ الاولی 1415ھ، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ ج:4، ص:395

[5] القرآن، الاعلی، 87:1

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نام نہیں رکھا جائے گا، اللہ پاک کے نام کی پاکیزگی میں یہ بھی ہے کہ نام مبارک کو گندگی والی جگہوں پر ذکر نہیں کیا جائے گا بلکہ بڑی تعظیم اور احترام کے ساتھ پاک جگہوں پر اس کا ذکر کیا جائے گا۔[6]

جب اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کے ادب و احترام کا یہ عالم ہے کہ ناپاک جگہوں پر اس کا ذکر بھی منع ہے، تو پھر وہ اوراق جن پر اللہ کا کلام یا اس کا نام تحریر ہو، ان کی تعظیم و طہارت کا اہتمام کرنا بدرجہ اولیٰ لازم ہو جاتا ہے۔ ایسے مقدس اوراق کی بے ادبی سے بچنا اور انہیں پاکیزہ حالت میں رکھنا شریعت کی روشنی میں نہ صرف ادب کا تقاضا ہے بلکہ اجر و ثواب کا باعث بھی ہے۔

تقدیس قرآن بزبانِ شارع قرآن:

اسلام نے طہارت و پاکیزگی کو عبادات، تلاوت اور دینی معاملات کے لیے بنیادی شرط قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام یعنی قرآن مجید نہایت بلند مقام رکھتا ہے، جس کا ادب و احترام ہر حال میں لازم ہے۔ قرآن یا اس جیسے دیگر مقدس اوراق کو چھونے کے لیے صرف ظاہری نظافت کافی نہیں بلکہ شرعی طہارت یعنی وضو بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں واضح ہدایت فرمائی ہے۔ لہٰذا مصنف عبد الرازق میں مذکور ہے۔

عبد الرزاق، عن معمر، عن عبد الله بن أبي بكر، عن أبيه قال: في كتاب النبي صلى الله عليه وسلم لعمرو بن حزم: «لا يمس القرآن إلا على طهر»[7].

ترجمہ: حضرت عمرو بن حزم کے لئے خط میں نبی کریم ﷺ نے یہ حکم بھی درج فرمایا کہ قرآن کو صرف پاکی کی حالت میں چھوا جائے۔ محدثین نے اس کے راویوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ ثقہ یعنی مستند ہیں۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید کو ہاتھ لگانے کے لیے جسمانی طہارت (وضو) ضروری ہے۔

طاہر سے مراد کون ہے؟

یہاں "**طاہر**" سے مراد وہ شخص ہے جو:

- ✓ حدثِ اصغر (بے وضو) سے پاک ہو۔
- ✓ حدثِ اکبر (جنابت، حیض، نفاس) سے بھی پاک ہو۔
- ✓ کپڑے، جسم اور جگہ بھی نجاست سے پاک ہو۔
- ✓ ہاں حدث اصغر والا مس کئے بغیر زبانی پڑھ سکتا ہے۔

اسی طرح جامع الترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے۔

عن علی رضی الله عنه ، قال : كان رسول الله ﷺ يقرئنا القرآن على كل حال ما لم يكن جنبا

[6] الصاوی، احمد بن محمد، متوفی 1241ھ، حاشیہ الصاوی علی الجلالین، تحت سورۃ الاعلی، الطبعۃ الاخیرۃ، ناشر، دار الجید، بیروت۔ ج:4، ص294

[7] الرازق، ابو بکر عبد الرازق بن ہمام، متوفی 211ھ، المصنف (عبد الرازق) باب: مس المصحف والدراھم التی فیھا القرآن، الطبعۃ الثانیۃ 1403ھ، ناشر: المجلس العلمی، الھند، یطلب من المکتب الاسلامی، بیروت، ج:1، ص 241

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمیں قرآن پڑھاتے جب تک آپ ﷺ بے غسل نہ ہوتے۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے یوں کلام فرمایا ہے۔

قال ابو عيسى: حديث علي هذا حسن صحيح، وبه قال: غير واحد من اهل العلم اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين، قالوا: يقرا الرجل القرآن على غير وضوء ولا يقرا في المصحف إلا وهو طاهر، وبه يقول سفيان الثوري , والشافعي , واحمد , وإسحاق[8].

امام ترمذی کہتے ہیں: علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے صحابہ کرام اور تابعین میں سے کئی اہل علم کا یہی قول ہے کہ آدمی وضو کے بغیر قرآن پڑھ سکتا ہے، لیکن مصحف میں دیکھ کر اسی وقت پڑھے جب وہ باوضو ہو۔ سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی قول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کی تصریح اور جمہور اہل علم کی آراء سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت کے لیے وضو شرط نہیں، لیکن جب قرآن کو مصحف سے دیکھ کر پڑھا جائے یا ہاتھ سے چھوا جائے تو وضو ضروری ہے۔ یہی موقف حضرت علی رضی اللہ عنہ، ائمہ حدیث (سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ) کا بھی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کے ادب و احترام کے پیش نظر اس کے لمس کے لیے طہارت بنیادی شرط ہے، جو اس کے عظیم مقام و مرتبے کا تقاضا ہے۔

کنزالعمال میں کریم آقا ﷺ کا فرمان ہے لا تمس القرآن الا و انت طاھر[9] قرآن کو مت چھوؤ جب تک تم پاک نہ ہو۔

کنزالعمال کی یہ ایک اہم حدیث ہے جو قرآن مجید کے ادب، احترام اور طہارت کے تقاضے کو واضح کرتی ہے۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ قرآنِ کریم کو بغیر طہارت کے یعنی بغیر وضو چھونا جائز نہیں، کیونکہ یہ اللہ کا مقدس کلام ہے جس کے لمس کے لیے ظاہر و باطن کی پاکیزگی مطلوب ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک قرآن کو چھونے کے لیے وضو شرط ہے، اور اسی بنیاد پر علماء نے یہ اصول قائم کیا کہ وہ تمام اشیاء جن پر قرآن کی آیات لکھی ہوں، جیسے مصحف، تعویذات، تختیاں یا اوراقِ مقدسہ، انہیں بھی بغیر طہارت کے چھونا جائز نہیں ہے۔ قرآنِ مجید کی آیت "لا یمسہ إلا المطھرون" (الواقعہ: 79) بھی اس مفہوم کی تائید کرتی ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں قرآن کے اوراق، آیات والے پوسٹرز یا کتابچے سب اسلامی ادب کے لحاظ سے "اوراقِ مقدسہ" کہلاتے ہیں جن کی حرمت، حفاظت اور طہارت کے ساتھ وابستگی شریعت کا تقاضا ہے۔

آثار صحابہ و تابعین سے بغیر وضوء کے اوراق مقدسہ کو چھونے کی ممانعت:

قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام ہے جو کامل ادب، تعظیم اور طہارت کے ساتھ پڑھنے اور چھونے کے لائق ہے۔ اس کی آیات فقط تلاوت کے لیے نہیں بلکہ احتراماً محفوظ رکھنے اور پاکیزہ حالت میں چھونے کی مستحق ہیں۔ اسی لیے فقہاء اور محدثین نے قرآن کو بغیر وضو چھونے کو ناجائز قرار

---

[8] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، متوفیٰ 279ھ، الجامع الکبیر (سنن الترمذی)، باب فی الرجل یقرء القرآن علی کل حال مالم یکن جنبا، ناشر: دار الغرب الاسلامی، بیروت۔ 1998ء، ج:1، ص:214

[9] الھندی، علی متقی بن حسام الدین، متوفیٰ 975ھ، کنز الاعمال فی سنن الا قوال و الافعال، فرع فی محظورات التلاوۃ و بعض حقوق التلاوۃ، الطبعۃ الخامسۃ 1405ھ، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔ ج:1، ص 615

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دیا ہے، اور اس پر صحابہ کرام اور تابعین عظام کے متعدد آثار بھی موجود ہیں جو اس مسئلے کی شرعی بنیاد کو مضبوط کرتے ہیں۔ ان بزرگان دین نے قرآن کے ہر حرف اور ہر ورق کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا، اور اسے چھونے سے پہلے وضو یا طہارت کا خاص اہتمام کیا۔ ان آثار سے واضح ہوتا ہے کہ اوراقِ مقدسہ، جن پر آیاتِ قرآنی لکھی ہوں، وہی حرمت رکھتے ہیں جو اصل مصحف کو حاصل ہے، لہٰذا ان کا بغیر طہارت چھونا شرعاً ممنوع اور ادب کے خلاف ہے۔

اسی ضمن میں امام عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفیٰ 235ھ روایت کرتے ہیں۔

عن عبد الرحمن بن يزيد قال: كنا مع سلمان في حاجة، فذهب يقضي حاجته ثم رجع، فقلنا له: توضأ يا أبا عبد الله، لعلنا أن نسألك عن آي من القرآن، قال: " فاسألوا، فإني لا أمسه، إنه {لا يمسه إلا المطهرون} [الو اقعة: 79] قال: فسألناه،[10]

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں: ہم ایک ضرورت کے سلسلے میں حضرت سلمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ تھے، وہ اپنی ضرورت (یعنی قضاء حاجت) کے لیے گئے، پھر واپس آئے۔ ہم نے ان سے کہا: "اے ابا عبداللہ! وضو کر لیجیے، شاید کہ ہم آپ سے قرآن کی کچھ آیات کے بارے میں سوال کریں۔" انہوں نے کہا: "پوچھ لو، میں قرآن کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اسے صرف پاک لوگ ہی چھوتے ہیں" (الواقعہ: 79)۔ راوی کہتے ہیں: پھر ہم نے ان سے (قرآن کے بارے میں) سوال کیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا یہ اثر قرآنِ مجید کے احترام اور طہارت کے اصول پر ایک واضح عملی مثال ہے، جس میں وہ قضاء حاجت کے بعد جب وضو کیے بغیر واپس آئے تو ان کے ساتھیوں نے کہا کہ وضو کریں تاکہ ہم آپ سے قرآن کی کسی آیت کے متعلق سوال کر سکیں، تو انہوں نے فرمایا: "پوچھ لو، میں قرآن کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا، کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: 'اسے صرف پاک لوگ ہی چھوتے ہیں' (الواقعہ: 79)"۔ اس قولِ صحابی سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ کریم کو چھونا بغیر وضو کے جائز نہیں اور یہی طرزِ عمل صحابہ کرام کا تھا کہ وہ قرآن کے ادب و حرمت کا اس درجہ لحاظ رکھتے تھے کہ بغیر طہارت قرآن کو ہاتھ لگانا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ یہ اثر قرآن کے ان اوراق، کتابچوں، تختیوں یا کسی بھی ایسی شے پر بھی لاگو ہوتا ہے جس پر قرآن کی آیات لکھی ہوں، اس لیے اوراقِ مقدسہ کی تقدیس اور ان کے لمس میں طہارت کو لازم سمجھنا سنتِ صحابہ اور اسلامی آداب کا تقاضا ہے۔

امام عبدالرازق بن ھمام صنعانی متوفیٰ 211ھ اپنی سند کیساتھ روایت کرتے ہیں۔

عبد الرزاق، عن معمر، عن الزهري قال: "لا تَمسّ الدراهم التي فيها القرآن إلا على وضوء."[11]

عبدالرزاق وہ معمر سے روایت کرتے ہیں اور انہوں نے امام زہری سے روایت کیا۔ امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: "جن دراہم (سکوں) پر قرآن (کی آیات) لکھی ہو، انہیں وضو کے بغیر نہ چھوا جائے۔"

امام زہری رحمہ اللہ کا یہ قول اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآن کی آیات جہاں کہیں بھی لکھی ہوں، چاہے وہ مصحف میں ہوں یا کسی اور چیز جیسے دراہم (سکوں) پر، ان کو بغیر طہارت کے چھونا ناجائز اور خلافِ ادب ہے۔ اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ تابعین نے قرآن کی حرمت کو صرف

[10] شیبہ، عبداللہ بن محمد، متوفیٰ 235ھ، مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی الرجل یقرء القرآن وھو غیر طاھر، الطبعۃ الاولیٰ: 1409ھ، ناشر: مکتبہ الرشد، ج: 1، ص 98

[11] الرازق، ابو بکر عبدالرازق بن ہمام، متوفی 211ھ، المصنف (عبدالرازق) باب: مس المصحف والدراھم التی فیھا القرآن، الطبعۃ الثانیۃ 1403ھ، ناشر: المجلس العلمی، الھند، یطلب من المکتب الاسلامی، بیروت، ج: 1، ص 244

مصحف تک محدود نہیں سمجھا بلکہ ہر اس چیز تک وسعت دی جس پر قرآن کا کچھ حصہ لکھا گیا ہو، خواہ وہ کاغذ ہو، کپڑا ہو یا سکہ۔ ان کے نزدیک ایسی اشیاء کو چھونے کے لیے وضو ضروری ہے، جو اس بات کی شرعی بنیاد فراہم کرتا ہے کہ اوراقِ مقدسہ، قرآنی آیات والے پوسٹرز، تختیاں یا کتابچے بھی اسی حرمت کے دائرے میں آتے ہیں، اور ان کا ادب واحترام وہی ہونا چاہیے جو مصحف کا ہے۔ یہ اثر فقہائے کرام کے اس مؤقف کو تقویت دیتا ہے کہ قرآن یا اس کی آیات پر مشتمل کسی بھی چیز کو طہارت کے بغیر چھونا جائز نہیں۔

بے وضوء اوراق مدسہ کو چھونے میں فقہاء اربعہ کا موقف:

اوراقِ مقدسہ، جن پر قرآنِ مجید کی آیات درج ہوں، ان کے ادب و احترام کا مسئلہ فقہاء کے ہاں بڑی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ یہ قرآن کے ہی جزء اور اس کی حرمت کے مظہر ہوتے ہیں۔ فقہاء اربعہ یعنی امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے قرآن کو چھونے کے لیے وضو کو ضروری قرار دیا ہے، اور ان کے فقہی اصول کی روشنی میں وہ تمام اشیاء جن پر آیاتِ قرآنی لکھی ہوں، جیسے کتابیں، تختیاں، دراہم، تعویز یا دیگر اوراق، ان کے لمس کے لیے بھی طہارت کو لازمی یا کم از کم واجب درجہ میں شمار کیا ہے۔ یہ موقف قرآن و حدیث، آثارِ صحابہ و تابعین اور امت کے تعامل سے ثابت ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ اوراقِ مقدسہ کی تقدیس محض اخلاقی پہلو نہیں بلکہ شرعی و فقہی حیثیت بھی رکھتی ہے۔

امام مالک علیہ الرحمۃ کا موقف:

حافظ یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر مالکی متوفیٰ 463ھ لکھتے ہیں: مدینہ، شام، مصر کے تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ بے وضوء شخص قرآن پاک کو نہ چھوئے۔ اور یہ حکم صرف اس آیت کی وجہ سے نہیں ہے: لایمسہ الا المطھرون (الواقعہ: 79) اسے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کی وجہ سے ہے۔ قرآن پاک کو طاہر کے سوا کوئی نہ چھوئے۔

قال يحيى، قال مالك: ولا يحمل المصحف أحد بعلاقته، ولا على وسادة، إلا وهو طاهر. قال مالك: ولو جاز ذلك لحمل في،أخبئته. ولم يكره ذلك، لأن يكون في يدي الذي يحمله شيء يدنس به المصحف. ولكن إنما كره ذلك، لمن يحمله وهو غير طاهر، إكراما للقرآن وتعظيما له.[12]

یحییٰ نے بیان کیا کہ امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا: "کوئی شخص مصحف (قرآن مجید) کو نہ اس کے غلاف (تھیلی) میں اٹھائے اور نہ ہی کسی تکیے پر رکھ کر، مگر یہ کہ وہ خود طاہر (پاک) ہو۔" امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے مزید فرمایا: "اگر یہ (بغیر طہارت کے اٹھانا) جائز ہوتا تو اسے ہر حالت میں اٹھایا جا سکتا تھا۔" (امام مالک رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) "میں نے (قرآن کو) چھپا دیا اور اسے (ایسا کرنا) مکروہ نہیں سمجھا، اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ اٹھانے والے کے ہاتھ میں کوئی ایسی چیز ہو جو مصحف کو ناپاک کر دے۔ لیکن حقیقت میں اس شخص کے لیے یہ مکروہ ہے جو خود طاہر نہ ہو، قرآن کی تعظیم اور اس کے احترام کی وجہ سے۔"

اس روایت کا ماحصل یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک قرآن مجید کو کسی بھی صورت میں، خواہ وہ غلاف میں ہو یا تکیے پر رکھا ہو، بغیر طہارت کے اٹھانا جائز نہیں، کیونکہ قرآن کی تعظیم اور حرمت کا تقاضا ہے کہ اسے صرف طاہر شخص ہی ہاتھ لگائے یا اٹھائے۔ اگرچہ بعض صورتوں میں مصحف کو محفوظ رکھنے کے لیے اسے چھپانا یا غلاف میں رکھنا مکروہ نہیں، مگر اصل ممانعت اس حالت کی ہے جب کوئی شخص خود ناپاک یا بے وضو ہو

[12] مالک بن انس متوفیٰ 179ھ، الموطا، باب: الامر بالوضوء لمن مس القرآن، الطبعۃ الاولیٰ: 1425ھ، ناشر: مؤسسۃ زاید بن سلطان، الامرات۔ ص ج:2، ص:278

اور قرآن کو چھوئے یا اٹھائے۔ یہ موقف اس بات کو تقویت دیتا ہے کہ اوراقِ مقدسہ، جن پر قرآن کی آیات لکھی ہوں، ان کا بھی وہی احترام ہے جو مصحف کا ہے، اور ان کو بھی بغیر وضو کے چھونا شرعی ادب کے خلاف ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ کا موقف:

تفسیر کبیر میں علامہ فخر الدین رازی امام المعقولات والمنقولات امام شافعی علیہ الرحمۃ کے موقف محدث کے مس قرآن کو یوں بیان فرماتے ہیں:

قول الشافعي رحمة الله تعالى عليه: لا يجوز مس المصحف للمحدث، نقول: الظاهر أنه ما أخذه من صريح الآية ولعله أخذه من السنة فإن النبي صلى الله عليه وسلم كتب إلى عمرو بن حزم: «لا يمس القرآن من هو على غير طهر» أو أخذه من الآية على طريق الاستنباط، وقال: إن المس يطهر صفة من الصفات الدالة على التعظيم والمس بغير طهور/ نوع إهانة في المعنى، وذلك لأن الأضداد ينبغي أن تقابل بالأضداد، فالمس بالمطهر في مقابلة المس على غير طهر، وترك المس خروج عن كل واحدة منهما فكذلك الإكرام في مقابلة الإهانة وهناك شيء لا إكرام ولا إهانة[13]

امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے: "محدث (یعنی بے وضو شخص) کے لیے مصحف کو چھونا جائز نہیں۔" ہم (شارح) کہتے ہیں: ظاہر یہی ہے کہ امام شافعیؒ نے یہ حکم صاف آیت سے لیا ہے، اور ممکن ہے کہ انہوں نے یہ حکم سنت سے بھی اخذ کیا ہو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے عمرو بن حزم کو لکھا تھا: "قرآن کو وہی شخص چھوئے جو طہارت (پاکیزگی) کی حالت میں ہو۔"

یا ممکن ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکم آیت سے استنباط (یعنی قیاس و فہم) کے ذریعے لیا ہو، اور انہوں نے یہ کہا ہو کہ: "قرآن کو چھونا ایک ایسا عمل ہے جو تعظیم پر دلالت کرتا ہے، اور بے وضو ہو کر قرآن کو چھونا گویا معنوی طور پر ایک قسم کی بے ادبی ہے۔" کیونکہ متضاد چیزوں کو ان کے متضاد طریقے سے ہی پیش آنا چاہیے: تو پاکیزگی کی حالت میں چھونا قرآن کی تعظیم کے لیے ہے، اور بغیر طہارت چھونا گویا اہانت (بے ادبی) کے مفہوم میں آتا ہے۔ اور اگر کوئی چھونے کو چھوڑ دے (یعنی نہ چھوئے)، تو یہ دونوں صفات (نہ عزت، نہ بے عزتی) سے خالی ہو گا۔ پس جیسے کہ عزت، اہانت کے مقابلے میں آتی ہے، ویسے ہی طہارت، بے طہارتی کے مقابلے میں آتی ہے۔ اور کچھ صورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں نہ تعظیم پائی جاتی ہے نہ اہانت۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس موقف کی وضاحت کی ہے کہ بغیر وضو قرآن مجید (مصحف) کو چھونا جائز نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ممکنہ طور پر قرآن کی صریح آیت "لا يمسه إلا المطهرون" یا نبی کریم ﷺ کی اس حدیث سے ماخوذ ہے جس میں حضرت عمرو بن حزم کو لکھا گیا: "قرآن کو صرف وہی شخص چھوئے جو پاک ہو". اگرچہ یہ حکم آیت سے استنباطاً بھی اخذ کیا جا سکتا ہے، امام شافعیؒ کی رائے کی بنیاد یہ ہے کہ قرآن کو چھونا ایک تعظیمی عمل ہے، اور طہارت کے بغیر اسے چھونا معنوی طور پر بے ادبی اور اہانت کے مترادف ہے۔ کیونکہ شریعت میں ضدوں کا مقابلہ ضد سے ہونا چاہیے، لہٰذا تعظیم کے تقاضے کے مطابق طہارت، اور اہانت کے مقابل طہارت کی غیر موجودگی کو رکھا گیا ہے۔ اس بنا پر امام شافعیؒ کا موقف یہ ہے کہ قرآن کو صرف پاکیزگی (وضو) کی حالت میں ہی چھونا جائز ہے۔

---

[13] الرازی، محمد بن عمر، (ابو عبد اللہ)، متوفیٰ 606ھ، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، الطبعۃ الثالثۃ: 1420ھ، ناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ جلد: 29، ص: 431

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کا موقف:

علامہ ابن قدامہ علیہ الرحمۃ فقہ حنبلی کے حوالے سے مس قرآن پر یوں رقم طراز ہیں:

مسألة لا يمس المصحف إلا طاهر

قال: ولا يمس المصحف إلا طاهر يعني طاهرا من الحدثين جميعا. روي هذا عن ابن عمر والحسن وعطاء وطاوس والشعبي والقاسم بن محمد وهو قول مالك والشافعي وأصحاب الرأي، ولا نعلم مخالفا لهم إلا داود فإنه أباح مسه. واحتج بأن «النبي - صلى الله عليه وسلم - كتب في كتابه آية إلى قيصر.» و أباح الحكم وحماد مسه بظاهر الكف؛ لأن آلة المس باطن اليد، فينصرف النهي إليه دون غيره. ولنا قوله تعالى: {لا يمسه إلا المطهرون} [الو اقعة: 79] . وفي «كتاب النبي - صلى الله عليه وسلم - لعمرو بن حزم أن لا يمس القرآن إلا طاهر.» وهو كتاب مشهور، رواه أبو عبيد في فضائل القرآن وغيره، ورواه الأثرم، فأما الآية التي كتب بها النبي - صلى الله عليه وسلم - فإنما قصد بها المراسلة، والآية في الرسالة أو كتاب فقه أو نحوه لا تمنع مسه، ولا يصير الكتاب بها مصحفا، ولا تثبت له حرمته إذا ثبت هذا فإنه لا يجوز له مسه بشيء من جسده؛ لأنه من جسده، فأشبه يده. وقولهم: إن المس إنما يختص بباطن اليد؛ ليس بصحيح؛ فإن كل شيء لاقى شيئا فقد مسه.[14]

مسئلہ: قرآنِ مجید کو صرف طاہر (پاک) ہی چھو سکتا ہے:

ابن قدامہ فرماتے ہیں: قرآنِ مجید کو صرف وہی شخص چھو سکتا ہے جو دونوں قسم کے حدث (حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر) سے پاک ہو۔ یہ بات حضرت ابن عمر، حسن بصری، عطاء، طاؤس، شعبی اور قاسم بن محمد سے منقول ہے۔ اور یہی قول امام مالک، امام شافعی اور اصحاب الرائے (یعنی امام ابو حنیفہ و فقہائے کوفہ) کا بھی ہے۔ ہمیں ان کے بر خلاف صرف داود ظاہری کا قول معلوم ہے، جنہوں نے قرآن کو بغیر طہارت چھونے کی اجازت دی ہے۔ انہوں نے دلیل یہ دی کہ: نبی اکرم ﷺ نے قیصر روم کو جو خط لکھا، اس میں قرآن کی ایک آیت درج تھی۔ اسی طرح حکم اور حماد نے قرآن کو ہتھیلی کی پشت سے چھونے کی اجازت دی ہے، کیونکہ ان کے نزدیک لمس کا آلہ (اصل جگہ) ہتھیلی کا اندرونی حصہ ہے، اس لیے ممانعت اسی تک محدود ہوگی، نہ کہ پورے ہاتھ پر۔ جمہور فقہاء کی دلیل: ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ} (الواقعہ: 79) ترجمہ: "اسے صرف پاکیزہ لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔" اور نبی اکرم ﷺ کا حضرت عمرو بن حزم کو جو مکتوب (تحریری فرمان) دیا، اس میں یہ الفاظ ہیں: "قرآن کو صرف پاک آدمی ہی چھوئے" یہ مکتوب مشہور ہے، جسے ابو عبید نے "فضائل القرآن" میں روایت کیا ہے، اور امام اثرم نے بھی اسے نقل کیا ہے۔ داود ظاہری کے استدلال کا جواب: نبی ﷺ نے جو آیت خط میں لکھی تھی، وہ مراسلت (پیغام رسانی) کے لیے تھی، اور جب آیت کسی خط یا فقہی کتاب یا کسی اور قسم کی تحریر میں شامل ہو، تو وہ تحریر مصحف نہیں بن جاتی، اور نہ ہی اس پر قرآن جیسے احکام لاگو ہوتے ہیں۔ جب یہ بات واضح ہو جائے، تو پھر ایسی آیت پر بھی بدن کے کسی حصے سے ہاتھ لگانا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ وہ بدن کا حصہ ہے، جیسے ہاتھ۔ اور یہ کہنا کہ "لمس صرف ہاتھ کی اندرونی جانب (باطن کف) کے ساتھ ہوتا ہے"، درست نہیں ہے؛ کیونکہ ہر وہ چیز جو کسی چیز سے ملے، وہ اس کو "چھو" رہی ہوتی ہے۔

[14] ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، المغنی لابن قدامہ، الطبعہ (بدون طبعۃ) ناشر: مکتبۃ القاہرۃ، 1388ھ، جلد: 1، ص: 108-109

ابن قدامہ رحمہ اللہ کے مطابق قرآنِ مجید کو صرف وہی شخص چھو سکتا ہے جو حدثِ اصغر (بغیر وضو) اور حدثِ اکبر (جنابت) دونوں سے پاک ہو، اور یہی قول حضرت ابن عمر، تابعین، امام مالک، امام شافعی اور احناف سمیت جمہور فقہاء کا ہے، جبکہ داود ظاہری اس کے خلاف ہیں اور اجازت دیتے ہیں۔ داود نے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے قیصر کو خط میں آیت لکھنے سے استدلال کیا، لیکن ابن قدامہ نے واضح کیا کہ خط یا کتاب میں آیت لکھنے سے وہ مصحف نہیں بن جاتا، لہٰذا اس پر قرآن جیسے احکام لاگو نہیں ہوتے۔ انہوں نے قرآن کی آیت {لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ} اور نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی تحریری ہدایت "قرآن کو صرف پاک چھوئے" کو بنیاد بنا کر یہ موقف مضبوط کیا کہ قرآن کو بدن کے کسی بھی حصے سے چھونا بغیر طہارت جائز نہیں۔

احناف کا موقف قرآن پاک کو بغیر وضوء کے چھونے میں:

علامہ کاسانی علیہ الرحمۃ نے اپنی مایہ ناز تصنیف بدائع الصنائع میں احناف کے موقف اوراق مقدسہ کو بغیر طہارت کے چھونے کے موقف کی ترجمانی کی ہے۔ لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں لکھا ہے:

> **مطلب مس المصحف (وأما) الثاني، وهو بيان حكم الحدث فللحدث أحكام، وهي أن لا يجوز للمحدث أداء الصلاة لفقد شرط جوازها، وهو الوضوء قال - صلى الله عليه وسلم - «لا صلاة إلا بوضوء» ، ولا مس المصحف من غير غلاف عندنا، (ولنا) قوله تعالى {لا يمسه إلا المطهرون} [الو اقعة: 79] وقول النبي - صلى الله عليه وسلم - «لا يمس القرآن إلا طاهر» ، ولأن تعظيم القرآن واجب، وليس من التعظيم مس المصحف بيد حلها حدث، ، ولا مس الدراهم التي عليها القرآن، لأن حرمة المصحف كحرمة ما كتب منه فيستوي فيه الكتابة في المصحف، وعلى الدراهم، ولا مس كتاب التفسير، لأنه يصير بمسه ماسا للقرآن.[15]**

مسئلہ: قرآنِ پاک کو چھونے کا حکم

دوسری بحث: حدث (ناپاکی) کے حکم کی وضاحت۔ حدث کے کئی احکام ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ محدث (یعنی ناپاک شخص) کے لیے نماز ادا کرنا جائز نہیں، کیونکہ نماز کے جواز کی شرط، یعنی وضو، موجود نہیں ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا فرمان ہے: "وضو کے بغیر کوئی نماز نہیں" اسی طرح ہمارے نزدیک (احناف کے نزدیک) محدث کے لیے بغیر غلاف کے قرآن مجید کو چھونا بھی جائز نہیں۔ ہمارے اس موقف کے دلائل یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کا فرمان: "لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ" (الواقعہ: 79) ترجمہ: اسے صرف پاکیزہ لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا ارشاد: "قرآن کو صرف طاہر شخص ہی چھوئے" اس لیے کہ قرآن کی تعظیم واجب ہے، اور ناپاک ہاتھ سے قرآن کو چھونا تعظیم کے خلاف ہے۔

اسی طرح وہ درہم یا سکے جن پر قرآن لکھا ہو، انہیں چھونا بھی جائز نہیں، کیونکہ مصحف (قرآن) کی جیسی حرمت ہے، اسی طرح ہر وہ چیز جس پر قرآن لکھا ہو، اس کی بھی حرمت ہے، خواہ وہ مصحف میں ہو یا درہموں پر۔ اسی طرح تفسیر کی کتاب کو بھی نہیں چھونا چاہیے، کیونکہ جب وہ قرآن پر مشتمل ہو، تو اسے چھونے کا مطلب قرآن کو چھونا ہے۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں کہ حدث (یعنی وضو یا غسل کی حاجت) کی حالت میں بعض امور ممنوع ہوتے ہیں، جن میں سے ایک قرآن مجید کو بغیر غلاف کے چھونا ہے، اور یہ عمل احناف کے نزدیک جائز نہیں۔ اس ممانعت کی دلیل قرآنِ مجید کی آیت "لَا يَمَسُّهُ

[15] الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، متوفی587ھ، بدائع الصنائع، باب: القهقهة في الصلاة، الطبعة الثانية: 1406ھ، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، جلد: 1، ص: 33

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ"(الواقعہ:79)اور نبی کریم ﷺ کا فرمان "لَا يَمَسُّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ " ہے۔چونکہ قرآن کی تعظیم واجب ہے، اس لیے ناپاک ہاتھ سے اسے چھونا اس کی حرمت کے خلاف ہے۔ اسی بنیاد پر وہ درہم و دینار (سکے) جن پر قرآن کی آیات لکھی ہوں، ان کو بھی چھونا جائز نہیں، کیونکہ ان پر لکھی گئی آیات بھی مصحف کے حکم میں داخل ہیں۔ اسی طرح تفسیر کی وہ کتابیں جن میں قرآنی آیات موجود ہوں، انہیں بھی محدث کے لیے چھونا درست نہیں، کیونکہ اس میں قرآن کو چھونا لازم آتا ہے۔ اس طرح علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ واضح کرتے ہیں کہ قرآن اور اس سے متعلق ہر تحریر کا احترام طہارت کے بغیر ممکن نہیں۔

فقہ حنفی کے ممتاز شارح علامہ ابن عابدین شامی (متوفی 1252ھ) نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "رد المحتار علی الدر المختار" میں طہارت کے مسائل پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ انہوں نے حدث اکبر (جنابت) اور حدث اصغر (بغیر وضو) کی حالت میں قرآنِ کریم کو چھونے کے حکم پر گفتگو کرتے ہوئے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ ان حالتوں میں مصحف یا قرآن کے کسی بھی جز کو چھونا حرام ہے، چاہے وہ کسی برتن، کاغذ، کپڑے یا دیوار پر لکھا ہو۔ یہ فقہ حنفی کا معتمد قول ہے جو قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔لہذا وہ لکھتے ہیں۔

و) يحرم (به) أي بالأكبر(وبالأصغر) مس مصحف: أي ما فيه آية كدرهم وجدار[16]،

"اور (حدثِ اکبر) کی حالت میں، بلکہ (حدثِ اصغر) یعنی بغیر وضوء کے بھی قرآن کو چھونا حرام ہے۔یعنی ہر وہ چیز جس میں قرآن کی کوئی آیت درج ہو، چاہے درہم کے برابر مقدار ہو یا دیوار پر لکھی ہو، اس کو بھی چھونا منع ہے۔"

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ نے "رد المحتار علی الدر المختار" میں بیان فرمایا ہے کہ بغیر وضو یا جنابت کی حالت میں قرآن مجید کو چھونا حرام ہے۔ یہ ممانعت صرف مکمل مصحف تک محدود نہیں بلکہ ہر اس چیز پر بھی لاگو ہوتی ہے جس پر قرآن کی کوئی آیت درج ہو، خواہ وہ آیت درہم کے برابر ہو یا دیوار پر لکھی گئی ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ حنفی کے مطابق قرآن کے کسی بھی حصے کو، کسی بھی شکل میں، بغیر طہارت چھونا جائز نہیں۔

فقہ حنفی کی مشہور ابتدائی درسی کتاب "نور الایضاح ونجاۃ الأرواح"، جسے امام حسن بن عمار شرنبلالی رحمہ اللہ (متوفی 1069ھ) نے تصنیف کیا، عبادات کے بنیادی مسائل پر مشتمل نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں وضو، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر عبادات کے احکام نہایت اختصار مگر جامع انداز میں بیان کیے ہیں۔ باب الطہارت کے تحت انہوں نے وضو کی اقسام بیان کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ بعض مواقع پر وضو کرنا فرض ہے، جیسے کہ نماز، جنازہ، سجدۂ تلاوت اور قرآن مجید کو چھونا، اگرچہ صرف ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ مصنف علیہ الرحمۃ فصل فی اقسام الوضوء میں رقم طراز ہیں۔

الوضوء على ثلاثة أقسام

الأول: فرض على المحدث:

- **للصلاة ولو كانت نفلا**
- **ولصلاة الجنازة.**
- **وسجدة التلاوة**

[16] شامی، محمد امین بن عمر (ابن عابدین)، متوفی1252ھ، رد المحتار علی الدر المختار، باب سنن الغسل، الطبعۃ الثانیۃ:1412ھ، ناشر دار الفکر، بیروت۔ ج:1، ص:173

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

- ولمس القرآن ولو آية[17]

وضو کے تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ وضو جو حدث (یعنی بغیر وضو) کی حالت میں فرض ہے:

i. نماز کے لیے، خواہ فرض ہو یا نفل

ii. نمازِ جنازہ کے لیے

iii. سجدۂ تلاوت کے لیے

iv. قرآنِ مجید کو چھونے کے لیے، چاہے صرف ایک آیت ہی کیوں نہ ہو

صاحبِ نور الإیضاح کے مطابق وضو کی تین اقسام ہیں، جن میں سے پہلی قسم وہ ہے جو حدث (یعنی بے وضو ہونے) کی حالت میں بعض عبادات کے لیے فرض ہوتی ہے۔ ان عبادات میں: نماز (چاہے فرض ہو یا نفل)، نمازِ جنازہ، سجدۂ تلاوت، اور قرآنِ کریم کو چھونا شامل ہیں۔ حتیٰ کہ اگر قرآن کا صرف ایک آیت پر مشتمل جز ہو، تب بھی اس کو چھونے کے لیے وضو فرض ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ حنفی میں ان امور کی ادائیگی سے پہلے وضو کی شرط لازمی ہے۔

فقہ حنفی کے نزدیک قرآنِ مجید اور ہر وہ چیز جس پر قرآن کی آیت لکھی ہو—چاہے مکمل مصحف ہو، کسی درہم پر آیت ہو، دیوار پر کندہ ہو یا تفسیر کی کتاب میں درج ہو، اسے بغیر طہارت چھونا جائز نہیں۔ اس موقف کی بنیاد قرآن کی آیت "لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ"، نبی کریم ﷺ کا فرمان "لَا يَمَسُّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ"، اور قرآن کی تعظیم کے واجب ہونے پر ہے۔ علامہ کاسانی نے بدائع الصنائع میں، علامہ شامی نے رد المحتار میں، اور علامہ شرنبلالی نے نور الایضاح میں وضاحت کے ساتھ یہ حکم نقل کیا ہے کہ محدث کے لیے قرآن کو حتیٰ کہ ایک آیت کو بھی چھونا جائز نہیں۔ لہٰذا فقہ حنفی میں قرآن اور اوراقِ مقدسہ کے احترام اور ان کے لمس کے لیے طہارت کو بنیادی شرط قرار دیا گیا ہے۔

مقدس تبرکات و کلام خدا کا تقدس پامال کرنے پر سخت گرفت:

قرآن و حدیث میں جہاں اوراق مقدسہ کو پاکی کی حالت میں چھونے کے احکام وارد ہوئے ہیں اس کے برعکس بے ادبی کرنے پر سخت وعیدات و قصص بھی وارد ہوئے ہیں۔ قرآن پاک میں سورۃ البقرۃ میں بنی اسرائیل کا ذکر ہوا کہ وہ اپنی سرکشیوں کے سبب تابوت سکینہ سے محروم ہوگئے تو ان پر قوم عمالقہ مسلط کر دی گئی۔ اور قوم عمالقہ نے جب اس تابوت سکینہ کو گندگی کی جگہ پر ڈالا تو مختلف جسمانی امراض میں مبتلا ہو گئے۔

ان أية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم[18] ترجمہ: اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ تابوت آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے۔

---

[17] الشرنبلالی، حسن بن عمار، متوفیٰ 1069ھ، نور الایضاح و نجاۃ الارواح فی الفقہ الحنفی، الطبعۃ: 2005ء، ناشر: المکتبۃ العصریۃ، ج: 1، ص: 24

[18] القرآن، البقرۃ 2: 248

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اس آیت کی تفسیر کے تحت تفسیر جلالین میں ہے۔جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بد عملی بہت بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر عمالقہ کو مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت سکینہ چھین کر لے گئے[19] اور اس کو نجس اور گندے مقامات میں رکھا اور اس کی بے حرمتی کی اور ان گستاخیوں کی وجہ سے عمالقہ کے لوگ طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا ہو گئے،ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہو گئیں اور انہیں یقین ہو گیا کہ تابوت کی توہین وبے ادبی ہی ان کی بربادی کا باعث ہے چنانچہ انہوں نے تابوت ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا۔

تابوتِ سکینہ، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کے لیے سکون و برکت کا ذریعہ تھا، ان کی نافرمانیوں اور بداعمالیوں کے باعث ان سے چھن گیا۔جب دشمن قوم عمالقہ نے اس مقدس تابوت کی بے حرمتی کی اور اسے ناپاک جگہوں پر رکھا،تو وہ طرح طرح کے امراض اور عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ان کی بستیاں تباہ ہوئیں اور آخر کار انہوں نے خود اس بے ادبی کو اپنی ہلاکت کا سبب تسلیم کر لیا۔اس واقعہ سے یہ واضح سبق ملتا ہے کہ اللہ کے دیے ہوئے مقدس نشانات، کلام اور شعائر کی بے حرمتی عذابِ الٰہی کو دعوت دیتی ہے، اور ان کا ادب و احترام ہر حال میں لازم و ضروری ہے

مقدس اوراق کی تعظیم کا انعام:

اسلام میں علم اور شعائرِ دین کی تعظیم نہ صرف ایک عظیم عبادت ہے بلکہ ربّ کریم کے قرب کا ذریعہ بھی ہے۔ بالخصوص قرآن مجید، احادیث مبارکہ، اسمائے الٰہی اور دینی نصوص پر مشتمل اوراق کی تعظیم و حفاظت کو اسلام میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ان مقدس اوراق کی بے ادبی کو سخت گناہ جبکہ ان کی تعظیم کو عظیم اجر و ثواب کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ دین اسلام کا یہ عظیم پہلو صرف دنیاوی نظم و ضبط تک محدود نہیں بلکہ آخرت کی سعادتوں سے بھی جڑا ہوا ہے۔اسی ضمن میں ایک حدیث مبارکہ وارد ہوئی ہے۔

> **ما من كتاب يلقى بمضيعة من الأرض إلا بعث الله عز وجل إليه ملائكة بأجنحتهم ويقدسونه حتى يبعث الله إليه وليا من أوليائه , فيرفعه من الأرض يحفونه، ومن رفع كتابا من الأرض فيه اسم من أسماء الله تعالى رفع الله اسمه في عليين , وخفف عن والديه العذاب , وإن كانا كافرين**[20]
>
> "جو کوئی کتاب زمین پر کسی ضائع ہونے والی جگہ پر پھینکی جاتی ہے، تو اللہ عزوجل اس کے پاس اپنے پروں والے فرشتے بھیجتا ہے، جو اسے مقدس بناتے (پاکی بیان کرتے) رہتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی ولی کو بھیج دیتا ہے، جو اسے زمین سے اٹھالیتا ہے، اور فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں۔

اور جو شخص زمین سے کوئی ایسی کتاب اٹھاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ میں سے کوئی نام لکھا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس شخص کا نام بلند درجے (علیّین) میں لکھ دیتا ہے، اور اس کے والدین سے عذاب کو ہلکا کر دیتا ہے، خواہ وہ دونوں کافر ہی کیوں نہ ہوں۔"

- یہ روایت قرآن یا اللہ کے ناموں کے ادب و احترام پر بہت زور دیتی ہے۔
- زمین پر پڑے ہوئے اللہ کے کلام یا اس کے نام کو اٹھانا بہت فضیلت والا عمل ہے۔
- اس عمل کی برکت سے نام علیین میں لکھا جاتا ہے یعنی بہت بلند درجات میں۔

---

19 المحلی، محمد بن احمد (جلال الدین)، تفسیر جلالین، ناشر: دار الحدیث، القاہرۃ، الطبعۃ الاولی، ج:1، ص54

20 الطبرانی، سلیمان بن احمد، متوفی360ھ، الروض الدانی (المعجم الصغیر)، باب من اسمہ الحسین، الطبعۃ الاولی، 1405ھ، ناشر: المکتب الاسلامی، بیروت، ج:1، ص 247

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

- حتیٰ کہ اگر والدین کافر بھی ہوں، تب بھی ان سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ یہ اللہ کے کلام کی تعظیم کی عظمت ہے۔

حضرت سیدنا بشر حافی علیہ الرحمۃ توبہ سے پہلے شراب نوشی کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ شراب کے نشے میں دھت کہیں جارہے تھے کہ راستے میں ایک کاغذ پر نظر پڑی جس پر بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھا ہوا تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے تعظیما اٹھالیا اور عطر خرید کر معطر کیا پھر اسے ایک بلند جگہ پر ادب کے ساتھ رکھ دیا۔ اسی رات ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے "جاؤ بشر سے کہہ دو کہ تم نے میرے نام کو معطر کیا، اس کی تعظیم کی اور اسے بلند جگہ پر رکھا ہم بھی تمہیں پاک کریں گے" ان بزرگ نے دل میں سوچا کہ بشر تو شرابی ہے۔ شائد مجھے خواب میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ چناچہ انہوں نے وضوء کیا، نفل پڑھے اور پھر سو گئے، دوسری اور تیسری بار بھی یہی خواب دیکھا اور یہ بھی سنا کہ "ہمارا یہ پیغام بشر ہی کی طرف ہے، جاؤ انہیں ہمارا یہ پیغام پہنچا دو!" چنانچہ وہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں نکل پڑے۔ ان کو پتا چلا کہ وہ شراب کی محفل میں ہیں تو وہاں پہنچے اور بشر کو آواز دی۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ تو نشے میں بدمست ہیں! انہوں نے کہا، انہیں جا کر کسی طرح بتادو کہ ایک آدمی آپ کے نام کوئی پیغام لایا ہے اور وہ باہر کھڑا ہے۔ کسی نے جا کر اندر خبر دی۔ حضرت سیدنا بشر حافی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، اس سے پوچھو کہ وہ کس کا پیغام لایا ہے؟ دریافت کرنے پر وہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے، اللہ پاک کا پیغام لایا ہوں۔ جب بشر حافی علیہ الرحمۃ کو یہ خبر ملی تو جھوم اٹھے اور فوراً ننگے پاؤں باہر تشریف لے آئے پیغام حق سن کر سچے دل سے توبہ کی اور اس بلند مقام پر جا پہنچے کہ مشاہدہ حق کے غلبہ کی شدت سے ننگے پاؤں رہنے لگے۔ اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ حافی (یعنی ننگے پاؤں والا) کے لقب سے مشہور ہوگئے۔[21]

اللہ پاک کا نام لکھے ہوئے کاغذ کے ٹکڑے کا ادب کرنے سے ایک سخت گنہگار اور شرابی ولی اللہ بن گیا۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ مقدس اوراق کی تعظیم کریں۔ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ ہمیشہ ننگے پاؤں چلتے تھے اور جب تک بغداد معلی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ حیات سے متصف رہے کسی چوپائے نے راستے میں گوبر نہ کیا اور وہ صرف اس حرمت وادب کے پیش نظر کہ حضرت سیدنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ یہاں ننگے پاؤں چلتے پھرتے ہیں۔ ایک دن ایک چوپائے نے راستے میں گوبر کر دیا تو اس کا مالک یہ بات دیکھ کر گھبرا گیا کہ ہو نہ ہو آج حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ورنہ یہ جانور کبھی بھی راستے میں گوبر نہ کرتا۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد اس نے سن لیا کہ حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ انتقال فرما چکے ہیں۔

حضرت سیدنا بشر حافی علیہ الرحمۃ کو انتقال کے بعد قاسم بن منبہ نے خواب میں دیکھ کر پوچھا ما فعل اللہ بک؟ اللہ پاک نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا، اللہ پاک نے مجھے بخش دیا، اور ارشاد فرمایا، تم کو بلکہ تمہارے جنازے میں شرکت کرنے والوں کو بھی بخش دیا، تو میں نے عرض کیا، یا اللہ عزوجل مجھ سے محبت کرنے والون کو بھی بخش دے۔ تو اللہ پاک کی رحمت مزید جوش میں آئی، اور فرمایا، قیامت تک جو تم سے محبت کریں گے ان سب کو بھی میں بخش دیا۔[22]

---

[21] العطار، فرید الدین، متوفی 627ھ، تذکرۃ الاولیاء، مترجم (بدون اسمہ)، الطبعۃ الاولی 1997۔ ناشر: الفرید بک سٹال، لاہور۔ ص 77

[22] السیوطی، عبد الرحمان (جلال الدین)، متوفی 911ھ، شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، ناشر: دار المدانی، ص 289

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حضرتِ مَنصُور بن عَمّار رحمۃُ اللہ علیہ کی توبہ کا سَبَب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ اِن کو راہ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا مِلا۔ جس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا تھا۔ انہوں نے اسے اٹھالیا مگر ادب سے رکھنے کی کوئی مُناسِب جگہ نہ پائی تو اُسے نِگل لیا۔ رات خواب دیکھا، کوئی کہہ رہا ہے: اس مُقدَّس کاغذ کے احترام کی برکت سے اللہ پاک نے تجھ پر حِکمت کے دروازے کھول دیئے۔[23]

اللہ تعالیٰ کے پاک نام کی تعظیم ایک ایسا عمل ہے جو بندے کو روحانی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے۔ حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کو محض اللہ کے نام کے احترام کی برکت سے حکمت و معرفت عطا ہوئی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مقدس الفاظ و کلمات کا ادب، انسان کے دل میں اخلاص اور تعظیم ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت کا مستحق بن جاتا ہے۔ دینِ اسلام میں شعائر اللہ کی توقیر ہی در حقیقت اللہ کی رضا کا ذریعہ ہے۔

موجودہ دور میں اوراق مقدسہ کی تقدیس کے حوالے سے مسائل:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جو ہر چیز کے لیے اصول و آداب متعین کرتا ہے۔ اس دینِ فطرت میں نہ صرف انسانوں کے حقوق اہم ہیں، بلکہ وہ اشیاء بھی قابلِ حرمت قرار دی گئی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوں، جیسے قرآنِ مجید، احادیثِ مبارکہ، اذکار، دینی کتب اور وہ اوراق جن پر مقدس کلمات تحریر ہوں۔ ان کو "اوراقِ مقدسہ" کہا جاتا ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ دور میں ان اوراق کے ساتھ جس طرح کی بے ادبی اور لاپروائی کا رویہ اختیار کیا جا رہا ہے، وہ نہ صرف دینی غیرت کے زوال کی علامت ہے بلکہ اُمتِ مسلمہ کی روحانی پستی کی بھی عکاسی ہے۔

ردی میں فروخت کر دینا:

سب سے زیادہ قابلِ افسوس پہلو یہ ہے کہ لوگ قرآن مجید، کتب احادیث، دینی رسائل، اوراق مقدسہ، اخبارات، پرانی کاپیوں اور کتابوں کو ردی میں تول کر بیچ دیتے ہیں۔ یہ عمل آج کل عام ہو چکا ہے، خاص طور پر مدارس، مساجد یا گھروں سے نکلنے والے پرانے نسخوں کو کلو کے حساب سے فروخت کر دینا، جہاں ان کا انجام کسی دکان کے فرش یا فٹ پاتھ کی مٹی میں ہوتا ہے۔ ایسا کرنا سراسر دینی بے حسی ہے، کیونکہ ان پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام درج ہوتا ہے۔ دین کا احترام اسی وقت ممکن ہے جب اس کے ظاہری مظاہر کا احترام بھی کیا جائے۔

گندگی کے ڈھیر میں ڈال دینا:

اسی طرح ایک عام مشاہدہ یہ ہے کہ دینی اوراق کو کوڑے میں پھینک دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات بچے یا بڑے انجانے میں مدرسے و مسجد یا گھر کے کمرے کی صفائی کرتے ہوئے اوراق مقدسہ یا دینی اقتباسات کو عام کچرے میں ڈال دیتے ہیں۔ کچھ اوقات دینی اشتہارات یا دعوت نامے، جن پر قرآنی آیات لکھی ہوتی ہیں، دیواروں سے اُتار کر کوڑے میں ڈال دیے جاتے ہیں۔ یہ عمل شریعت کے واضح احکام کے خلاف ہے، اور یہ بے ادبی سنگین گناہوں میں شمار کی جاتی ہے۔

گھریلو کام کاج میں استعمال:

ایک اور تکلیف دہ پہلو مقدس اوراق کا گھریلو کام کاج میں استعمال ہونا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مقدس اوراق، پرانی کاپیاں یا اخبار کو کسی چیز کے لپیٹنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، یا کسی بچے کے بستے میں تہہ کر کے رکھ دیا جاتا ہے تاکہ کتابیں نہ گریں۔ جو دینی تربیت کی کمی اور شعور کے فقدان کو ظاہر کرتا ہے۔ ایسے افراد شاید دانستہ طور پر ایسا نہ کرتے ہوں، لیکن ان کا یہ عمل دین کے آداب کے سراسر خلاف ہے۔

---

[23] قشیری، عبد الکریم، (ابو القاسم)، متوفی465ھ، مترجم صدیق ہزاروی، الطبعۃ الاولی1430ھ، ناشر: مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور۔ ص99

اوراق مقدسہ کو زمین پر رکھ دینا:

مزید بر آں، ہمارے معاشرے میں لاپروائی کا یہ عالم ہے کہ لوگ دینی کتب، رسائل و اخبارات کو زمین پر رکھ دیتے ہیں، یا ان کو بطور تکیہ لیٹنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ بعض افراد بغیر وضو دینی کتب کو چھوتے ہیں، یا انہیں بے ترتیبی سے کہیں بھی رکھ دیتے ہیں۔ فقہی لحاظ سے اگرچہ اس پر تفصیل موجود ہے، لیکن ادبِ دین کا تقاضا یہ ہے کہ ہر ایسی چیز کے ساتھ مکمل احترام اور پاکیزگی سے برتاؤ کیا جائے۔

ای قرآن اور آیاتِ قرآن کے استعمال میں لاپرواہی:

آج کے ڈیجیٹل دور میں ایک نئی صورتِ حال سامنے آئی ہے۔ آن لائن دینی مواد کی بے ادبی، بہت سے لوگ قرآن و حدیث کے اقتباسات کو سوشل میڈیا پر شیئر تو کرتے ہیں، لیکن ان کے نیچے غیر اخلاقی تصاویر، لطیفے، یا فحش تبصرے بھی ہوتے ہیں۔ بعض افراد واٹس ایپ اسٹیٹس یا انسٹاگرام اسٹوری پر اللہ کے کلام کو موسیقی کے ساتھ چلاتے ہیں، جو کہ بے ادبی کے نئے انداز ہیں اور ان کی شناعت کم نہیں بلکہ زیادہ ہے۔

بیت الخلاء میں موبائل کا استعمال:

موجودہ دور میں قرآنِ مجید، احادیث اور دیگر دینی مواد موبائل فون اور دیگر ڈیجیٹل آلات میں محفوظ ہوتا ہے، لیکن افسوس کہ بہت سے لوگ بیت الخلاء میں بھی ان موبائلز کو ساتھ لے جاتے ہیں جن میں قرآن کی آیات، اسمائے مبارکہ یا دینی ایپس موجود ہوتی ہیں۔ چونکہ بیت الخلاء ناپاک جگہ ہے اور وہاں اللہ کا ذکر کرنا منع ہے، اس لیے وہاں ایسے آلات کا لے جانا جن میں مقدس کلام محفوظ ہو، ایک قسم کی بے ادبی اور شعائرِ دین کی توہین کے مترادف ہے۔ اگرچہ بعض علماء نے یہ گنجائش دی ہے کہ جب ایپ بند ہو اور آیات ظاہر نہ ہوں تو کچھ رخصت ہو سکتی ہے، مگر شرعی احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ ایسا موبائل بیت الخلاء میں نہ لے جایا جائے، یا کم از کم اسے مکمل بند یا ایئرپلین موڈ میں رکھا جائے تاکہ کسی بھی طرح بے ادبی کا احتمال نہ رہے۔ عوام الناس کو اس مسئلے کی سنگینی سے آگاہ کرنا اور شعور پیدا کرنا بھی ضروری ہے تاکہ ہم مقدس کلام کی تعظیم ہر حال میں کر سکیں، چاہے وہ کاغذ پر ہو یا ڈیجیٹل صورت میں۔

بیت الخلاء میں اخبارات کا مطالعہ کرنا:

بیت الخلاء میں اخبار کا مطالعہ کرنا بھی شرعی و اخلاقی لحاظ سے ناپسندیدہ عمل ہے، کیونکہ اکثر اخبارات میں قرآنی آیات، احادیث، اسمائے الٰہی، اسمائے انبیاء، اسلامی اصطلاحات اور دینی شخصیات کے نام چھپے ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں ان اخباروں کو بیت الخلاء میں لے جانا یا وہاں بیٹھ کر ان کا مطالعہ کرنا قرآن و سنت کی روشنی میں شعائرِ دین کی توہین کے مترادف ہے۔ فقہاء کرام نے بیت الخلاء میں اللہ کا ذکر، دینی باتیں کرنا یا مقدس الفاظ کو دیکھنا مکروہ و ناپسند قرار دیا ہے، لہٰذا اخبارات کو وہاں لے جانا جہاں ان کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو، ہرگز مناسب نہیں۔ اس کے علاوہ بیت الخلاء کا مقصد قضائے حاجت ہے، وہاں بیٹھ کر غیر ضروری طور پر وقت گزارنا بھی خلافِ ادب اور خلافِ فطرت عمل ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اخبار کو عزت و ادب کے ساتھ کسی پاکیزہ جگہ پر پڑھا جائے اور اس کے بعد اسے مناسب انداز میں محفوظ تاکہ دینی الفاظ کی بے ادبی سے بچا جا سکے۔

یہ تمام صورتیں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ امتِ مسلمہ اپنے اعمال کا جائزہ لے۔ ہمیں نہ صرف اپنے گھروں، مدارس اور اداروں میں اس حوالے سے شعور بیدار کرنا ہو گا بلکہ ایسے اوراق کی محفوظ تدفین یا شرعاری سائیکلنگ کے اسلامی طریقے بھی سیکھنے ہوں گے۔ جو قوم اپنے مقدسات کی حرمت کو نہیں سمجھتی، وہ خود بھی عزت و وقار سے محروم ہو جاتی ہے۔

اوراقِ مقدسہ کی بے ادبی کا حل ہماری انفرادی و اجتماعی ذمہ داریاں

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اوراقِ مقدسہ کی بے ادبی جیسے سنگین مسئلے کا سدّباب صرف تنقید سے ممکن نہیں، بلکہ اس کے لیے عملی اور مؤثر اقدامات کی ضرورت ہے۔ ہمیں انفرادی، گھریلو، ادارہ جاتی، اور ریاستی سطح پر شعور، احترام اور تحفظ کے اصولوں کو اپنانا ہو گا۔ ذیل میں چند اہم تجاویز درج کی جا رہی ہیں جن پر عمل کر کے اس دینی واخلاقی بحران پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

دینی شعور بیدار کرنا:

سب سے پہلا اور بنیادی قدم یہ ہے کہ عوام میں اوراقِ مقدسہ کی حرمت سے متعلق شعور بیدار کیا جائے۔ قرآن پاک میں اللہ پاک اک ارشاد ہے۔ وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ[24] ترجمہ: اور سمجھاؤ کہ سمجھانا ایمان والوں کو فائدہ دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نیک کاموں کی ترغیب دیتے اور برے کاموں سے منع کرتے رہنا چاہئے، اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے سمجھایا جائے اس کے بارے میں امید ہوتی ہے کہ وہ برے کام چھوڑ کر نیک کام کرنے لگے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے

مساجد، مدارس، اسکولز، اور آن لائن پلیٹ فارمز پر ایسی تربیتی نشستیں منعقد کی جائیں جن میں لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ اوراق مقدسہ کا احترام کس طرح کرنا چاہیے۔ جمعہ کے خطبات اور مذہبی و سماجی تقاریر میں اس اہم موضوع پر بار بار توجہ دلائی جائے۔

احترام کے طریقے سکھانا:

والدین اور اساتذہ بچوں کو چھوٹی عمر سے ہی یہ سکھائیں کہ دینی کتب کو کس طرح سنبھالا جاتا ہے، کس حالت میں ان کو چھونا جائز ہے، اور انہیں زمین یا کوڑے میں پھینکنے کی ممانعت کیوں ہے۔ اسی طرح گھروں میں الگ الماریاں اور بستے رکھے جائیں جہاں صرف دینی کتب رکھی جائیں۔ بہار شریعت میں مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: قرآن مجید کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے، نہ پاؤں پھیلائے جائیں، نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں، نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔[25]

اوراقِ مقدسہ کی محفوظ تدفین کے مراکز قائم کرنا:

شہری اور دیہی علاقوں میں ایسے مراکز قائم کیے جائیں جہاں پرانے قرآن، دینی رسائل اور اوراقِ مقدسہ کو عزت کے ساتھ دفنایا جا سکے۔ بعض جگہوں پر یہ کام مخصوص گڑھوں میں کیا جاتا ہے جو بہت اچھا عمل ہے، لیکن اسے منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ مقامی مساجد یا مدارس میں اس کام کی نگرانی کے لیے افراد مقرر کیے جانے چاہیے۔

ری سائیکلنگ اور بوسیدہ نسخوں کا ادب سے مٹانا:

اگر دینی اوراق کو تلف کرنا ناگزیر ہو تو ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جو شریعت کی روشنی میں احترام کے دائرے میں آتا ہو، جیسے انہیں پانی میں گلانا یا زمین میں دفنانا وغیرہ۔ یہ کام خود سے یا مستند دینی اداروں کے توسط سے کیا جانا چاہیے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے: **المصحف إذا صار خلقا لا يقرأ منه ويخاف أن يضيع يجعل في خرقة طاهرة ويدفن، ودفنه أولى من وضعه موضعا يخاف أن يقع عليه النجاسة**

[24] القرآن، الذٰریات:51:55

[25] اعظمی، امجد علی، (مفتی)، بہار شریعت، قرآن مجید اور کتابوں کے آداب، ناشر: مکتبہ المدینہ، کراچی۔، ج:3، ص:499

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

أو نحو ذلك ويلحد له؛ لأنه لو شق ودفن يحتاج إلى إهالة التراب عليه، وفي ذلك نوع تحقير إلا إذا جعل فوقه سقف بحيث لا يصل التراب إليه فهو حسن أيضا.[26]

ترجمہ: "جب مصحف (قرآنِ کریم) اس قدر پرانا ہو جائے کہ اس سے قراءت ممکن نہ رہے اور اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، تو اسے پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ اور اسے دفن کرنا اس بات سے بہتر ہے کہ کسی ایسی جگہ رکھ دیا جائے جہاں نجاست پڑنے یا اس جیسی بے ادبی کا خطرہ ہو۔ اور دفن کے وقت اس کے لیے قبر کی طرح گڑھا بنایا جائے، کیونکہ اگر بغیر گڑھے کے دفن کیا گیا تو اس پر مٹی ڈالنے کی ضرورت پیش آئے گی، اور مٹی ڈالنے میں ایک طرح کی توہین ہے، سوائے اس کے کہ اس پر ایسا ڈھانپ (چھت) بنا دیا جائے کہ مٹی قرآن تک نہ پہنچے، تو یہ طریقہ بھی بہتر ہے۔"

قانونی و انتظامی اقدامات:

ریاستی سطح پر ایسی قانون سازی ہونی چاہیے جس کے تحت قرآن، احادیث اور دینی کتب کے اوراق کی توہین یا غیر ذمہ دارانہ استعمال پر گرفت کی جا سکے۔ کتابوں کی اشاعت کرنے والے اداروں پر بھی یہ لازم ہو کہ وہ ایسے صفحات کے لیے احترام کے تقاضے ملحوظ رکھیں، اور ہر دینی کتاب کے شروع اور آخر میں اس کے احترام سے متعلق ہدایات درج کریں۔

ڈیجیٹل ادب کی تعلیم:

سوشل میڈیا اور آن لائن دنیا میں قرآن و حدیث کا ذکر کرتے ہوئے مکمل ادب و احترام کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے لیے آن لائن پلیٹ فارمز پر اخلاقی ضابطے بنائے جائیں، اور ایسے مواد کی نگرانی کی جائے جو مقدسات کی بے ادبی پر مبنی ہو۔ دینی حلقے اس موضوع پر رہنمائی فراہم کریں اور سوشل میڈیا صارفین کو آگاہ کریں کہ آن لائن بھی دینی ادب واجب ہے۔

متبادل استعمال کے طریقے:

ایسے دینی پرچے، رسائل یا کتب جو مطالعہ کے قابل نہ رہیں، ان کو ضائع کرنے کی بجائے ان سے فائدہ اٹھانے کے متبادل طریقے اپنائے جائیں، جیسے کہ دینی پیغامات کو کاٹ کر محفوظ فریمز یا پوسٹرز میں لگانا وغیرہ

اگر ہم بطور مسلمان اس مسئلے کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے اصلاح کی جانب قدم بڑھائیں، تو نہ صرف ہم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ سکتے ہیں بلکہ آنے والی نسلوں کو دین کے احترام کا عملی درس بھی دے سکتے ہیں۔ اوراقِ مقدسہ کی حفاظت محض ایک فکری یا جذباتی مسئلہ نہیں بلکہ ہماری دینی ذمہ داری ہے، جس کا پورا کرنا ہر باشعور فرد کا فرض ہے۔

خاتمہ (concolusion):

اسلامی تعلیمات میں اوراقِ مقدسہ کی تقدیس محض ایک رسمی معاملہ نہیں بلکہ ایمان، ادب، اور روحانی شعور کا مظہر ہے۔ ان اوراق میں قرآنِ کریم، احادیثِ مبارکہ، اور دینی عبارات درج ہوتی ہیں جن کا احترام ہر مسلمان پر واجب ہے۔ موجودہ دور میں جہاں دین کے بہت سے مظاہر کو ظاہری یا سوشل میڈیا کی حد تک محدود کر دیا گیا ہے، وہیں اوراقِ مقدسہ کے ادب میں بھی شدید غفلت دیکھنے کو ملتی ہے۔ ایسے میں امتِ مسلمہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ نہ صرف خود ان اوراق کی حرمت کو سمجھے بلکہ آئندہ نسلوں کو بھی اس شعور سے آراستہ کرے۔ مدارس، مساجد، تعلیمی

[26] الفتاوی الهندية، الطبعة الثانية: 1310ھ، ناشر: دار الفكر، كتاب الكراهية، الباب الخامس: في آداب المسجد والقبلة والمصحف، جلد: 5، ص: 323

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ادارے، اور گھریلو تربیت کے ذریعے اس شعور کو عام کیا جانا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ ریاستی و اجتماعی سطح پر بھی ایسے نظام وضع کیے جائیں جو اوراقِ مقدسہ کی حفاظت کو ممکن بنائیں۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس سے منسوب چیزوں کی عزت کریں گے، تبھی اللہ تعالیٰ بھی ہماری عزت و حرمت کو باقی رکھے گا۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اوراقِ مقدسہ کی تعظیم کو محض فقہی مسئلہ نہیں بلکہ روحانی ذمے داری سمجھ کر اپنائیں، تاکہ ہماری زندگیوں میں برکت، عزت، اور ایمان کی تازگی قائم رہے۔